1963_2_707_716

2 ایس۔سی۔آر سپریم کورٹ رپوٹس 1963

موہن لال چنی لال کوٹھاری

بنام

تریبھوون ہری بھائی تمبولی

2 مئی 1962

بی۔پی۔سنہا، سی جے، پی۔بی۔گجیندر گڈکر، کے۔این۔وانچو، این۔راجا گوپال ایانگر اور ٹی۔ایل۔وینکٹر اما ایر، جسٹسز۔

دعوائی۔ڈگری۔مرافقہ کے زیر التوا ہونے کے دوران قانون میں تبدیلی۔اپیلیٹ کورٹ، اگر تبدیل شدہ قانون کو لاگو کرنے کی پابند ہے۔پچھلے دفعہ سے نافذ ہونے والا۔بمبئی کرایہ داری اور زرعی اراضی ایکٹ (بمبئی LXVI آف 1948، دفعہ (d)(1)88۔بمبئی کرایہ داری ایکٹ، 1939، دفعہ (1) 3A۔

انضمام کے ذریعہ ریاست بمبئی کا حصہ بننے سے پہلے کچھ زمینیں سابقہ ریاست بڑودہ میں واقع تھیں۔ بمبئی کرایہ داری اور زرعی زمین ایکٹ، 1948 کو 1 اگست 1949 کو بڑودہ تک بڑھا دیا گیا تھا۔ درخواست گزاروں اور مکان مالکوں کی جانب سے دیوانی عدالت میں ان مدعا علیہان کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا تھا جو ان کے کرایہ دار تھے اور مئی 1951 میں نئے زرعی سیزن کے آغاز سے ہی ان کے کرایہ دار بن گئے تھے۔ قبضے کے احکامات دیوانی عدالت نے زمینداروں کے حق میں جاری کیے تھے اور پہلی اپیلیٹ عدالت نے اس کی تصدیق کی تھی۔ تاہم، ہائی کورٹ نے اپیلوں کو قبول کرتے ہوئے مقدمات کو خارج کر دیا۔ یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ بمبئی کرایہ داری ایکٹ، 1939 کی دفعہ (1)3A کی دفعات کے تحت، جیسا کہ ترمیم کی گئی ہے، کرایہ دار کو یکم اگست 1950 سے محفوظ کرایہ دار سمجھا جائے گا اور یہ حق 1948 کے ایکٹ کی دفعہ (d)(1)89 کے تحت جاری 24 اپریل 1951 کے نوٹیفکیشن سے متاثر نہیں ہو سکتا ہے۔ 24 اپریل 1951 کے نوٹیفکیشن کا کوئی سابقہ اثر نہیں تھا اور دفعہ 3A کے ذریعہ کرایہ داروں کو فراہم کردہ تحفظ کو ختم نہیں کیا گیا تھا۔ زمیندار خصوصی اجازت سے اس عدالت میں آئے تھے۔ یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ اگر قانون کا اطلاق

زیر بحث اداروں پر ہوتا ہے تو درخواست گزاروں کے قبضے کے لئے مقدمات ناکام ہوجائیں گے، کیونکہ اس معاملے میں صرف ریونیو عدالتوں کو ان پر مقدمہ چلانے کا اختیار حاصل تھا۔ تاہم، 24 اپریل 1951 کے نوٹیفکیشن پر انحصار کیا گیا تھا جس میں زمین کو ایکٹ کے نفاذ سے خارج کر دیا گیا تھا۔ درخواست گزاروں کی جانب سے یہ بھی دلیل دی گئی تھی کہ پہلے نوٹیفکیشن کو منسوخ کرنے کے بعد کے نوٹیفکیشن سے وہ حقوق نہیں چھینے جاسکتے جو پہلے نوٹیفکیشن کے نتیجے میں انہیں حاصل ہوئے تھے۔

میعقد: 24 اپریل 1951 کا نوٹیفکیشن 12 جنوری 1953 کو ایک اور نوٹیفکیشن کے ذریعے منسوخ کر دیا گیا۔ دوسرا نوٹیفکیشن اس وقت جاری کیا گیا جب معاملہ اپیل کی پہلی عدالت میں زیر التوا تھا۔ لہذا مقدمات کا فیصلہ اس بنیاد پر کیا جانا تھا کہ ایسا کوئی نوٹیفکیشن موجود نہیں تھا جو متنازعہ زمینوں کو ایکٹ کے نفاذ سے باہر نکال سکے۔ پہلی اپیلیٹ عدالت کا یہ کہنا غلط تھا کہ مقدمات دائر کرنے کی تاریخ پر موجود حقائق کی بنیاد پر مقدمات کا فیصلہ کیا جانا چاہیئے۔

منعقد: مزید برآں، دوسرے نوٹیفکیشن میں پہلے نوٹیفکیشن کو منسوخ کرنے سے زمینداروں کو ملنے والے کسی بھی حقوق کو چھین نہیں لیا گیا۔ اگر جاگیرداروں نے ایک مؤثر فرمان حاصل کیا ہوتا اور اس فرمان کے نتیجے میں کرایہ داروں کو باہر نکالنے میں کامیابی حاصل کی ہوتی جو فریقین کے مابین حتمی بن سکتا تھا، تو ہوسکتا ہے کہ اس فرمان کو دوبارہ نہ کھولا جاتا اور اس کے تحت کی گئی عمل درآمد واپس نہ لی جاتی۔ تاہم اپیلیٹ مرحلے میں مقدمہ زیر التوا ہونے کے دوران ہی دوسرا نوٹیفکیشن جاری کیا گیا جس میں پہلا نوٹیفکیشن منسوخ کر دیا گیا اور عدالت اس قانون کا اطلاق کرنے کی پابند تھی کیونکہ یہ فیصلے کی تاریخ پر تھا۔

منعقد: اس کے علاوہ دفعہ (1) 88 کی شقیں (اے)، (بی) اور (سی) ان چیزوں پر لاگو ہوتی ہیں جیسا کہ وہ 1948 کے ایکٹ کے نفاذ کی تاریخ پر تھیں جبکہ شق (ڈی) نے ریاستی حکومت کو سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعے وقتاً فوقتاً شہری غیر زرعی یا صنعتی ترقی کے لئے مخصوص علاقوں کی نشاندہی کرنے کا اختیار دیا تھا۔ شق (اے) سے (سی) میں یہ خاص طور پر فراہم کیا گیا تھا کہ ایکٹ اپنے آغاز سے ہی ان مخصوص علاقوں پر لاگو نہیں ہوتا تھا جن کی نشاندہی کی گئی تھی، جبکہ شق (ڈی) میں مستقبل کا حوالہ دیا گیا تھا۔ ریاستی حکومت اس قانون کے نفاذ سے ایسے علاقوں کو نکال سکتی ہے جو اس کی رائے میں شہری غیر زرعی یا صنعتی ترقی کے لئے مخصوص ہونے چاہئیں۔ شق (ڈی) ریاستی حکومت کی طرف سے جاری کردہ اس طرح کے نوٹیفکیشن کے بعد ہی نافذ العمل ہوگی۔ سکھارام کے معاملے میں، اس عدالت نے کبھی یہ طے کرنے کا ارادہ نہیں کیا کہ شق (ڈی) کی دفعات صرف متوقع ہیں اور ان کا کوئی سابقہ طریقہ کار نہیں ہے۔ شق (اے) سے (سی) کے

برعکس، جو واضح طور پر متوقع تھیں، شق (ڈی) کا اطلاق اس معنی میں ہوتا تھا کہ اس کا اطلاق ان زمینوں پر ہوگا جو حکومت کی طرف سے وقتاً فوقتاً جاری کیے جانے والے نوٹیفکیشن کے دائرے میں آئیں گی، تاکہ اس زمین کو تحفظ فراہم کرتے ہوئے 1948 کے ایکٹ کے نفاذ سے باہر لے جایا جا سکے۔ جہاں تک شق (اے) سے (سی) کا تعلق ہے، 1948 کا ایکٹ ان کے زیر انتظام زمینوں پر بالکل بھی لاگو نہیں ہوگا، لیکن اس سے 1939 کے ایکٹ کے ذریعہ حاصل حقوق نہیں چھینے جائیں گے، جسے 1948 کے ایکٹ کے ذریعہ منسوخ کر دیا گیا تھا۔ دفعہ 89(2) نے خاص طور پر منسوخ شدہ ایکٹ کے تحت موجودہ حقوق کو محفوظ کیا۔ سکھارام کا معاملہ 1939 کے ایکٹ کے تحت موجودہ حقوق پر شق (سی) کے اثرات کے بارے میں تھا اور اسی سلسلے میں اس عدالت نے مشاہدہ کیا کہ دفعہ 88 ممکنہ ہے۔ تاہم شق (ڈی) مستقبل کے بارے میں ہے، اور جب تک اس کا پہلے بیان کردہ محدود سابقہ اثر نہ ہو، یہ مکمل طور پر ناپسندیدہ ہو جائے گا ۔ واضح طور پر مقنّنہ کا ارادہ شق (ڈی) کے تحت نوٹیفکیشن جاری ہوتے ہی 1948 کے ایکٹ (لیکن 1939 کے ایکٹ سے پیدا ہونے والے فوائد نہیں) سے پیدا ہونے والے تمام فوائد کو چھین لینا تھا۔

سخارام بنام مانک چند موتی چند شاہ (1962) 2 ایس سی آر 59 نے وضاحت کی۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 1959 دیوانی اپیل نمبر 282 اور 283۔

بمبئی ہائی کورٹ کے 18 دسمبر 1956 کے فیصلے اور حکم نامے کی خصوصی اجازت کے ذریعے اپیلیں بالترتیب 1955 کی دوسری اپیل نمبر 233 اور 185 میں کی گئیں۔

اپیل کنندگان کی طرف سے جی۔ ایس۔ پاٹھک، او۔ سی۔ ماتھر، جے۔ بی۔ دادا چنجی اور رویندر۔ نارائن شامل ہیں۔

جواب دہندگان کے لئے ایس۔ جی۔ پٹوردھن اور کے۔ آر۔ چودھری۔

2 مئی 1962. عدالت کا فیصلہ اس نے سنایا

سنہا، سی جے۔-: بمبئی ہائی کورٹ کے ایک جج کے فیصلے اور حکم کے خلاف خصوصی اجازت کے ذریعے چلائی گئی یہ دونوں اپیلیں قانون کا ایک مشترکہ سوال اٹھاتی ہیں، اور اس لیے ان کی ایک ساتھ سماعت کی گئی ہے۔ یہ فیصلہ دونوں معاملوں کو چلائے گا۔ درخواست گزار مدعی زمیندار تھے، اور مدعا علیہان کچھ زمینوں کے کرایہ دار تھے جو انضمام کے ذریعہ ریاست بمبئی کا حصہ بننے سے پہلے سابق ریاست بڑودہ میں قائم تھے۔ بمبئی کرایہ داری اور زرعی اراضی ایکٹ (بمبئی ایکٹ LXVII آف 1948) جسے بعد میں انہوں نے ایکٹ کے طور پر حوالہ دیا، اسے یکم اگست 1949 کو بڑودہ تک بڑھا دیا گیا۔ جن مقدمات میں سے یہ اپیلیں سامنے

آتی ہیں، وہ اپیل گزاروں نے اس بنیاد پر قائم کیے تھے کہ کرایہ داراور جواب دہندگان مارچ 1950 میں نوٹس کی خدمت میں تجاوز کرنے والے بن گئے تھے، جس کا اطلاق مئی 1951 میں نئے زرعی دفعہ کے آغاز سے ہوا تھا۔ چونکہ مدعا علیہان نے نوٹس کی شرائط پر عمل نہیں کیا اور ان زمینوں پر قبضہ جاری رکھا، جن میں انہیں شامل کیا گیا تھا، زمینداروں نے قبضے کے لئے سول کورٹ میں مقدمات قائم کیے۔ ٹرائل کورٹس اور کورٹ آف اپیل نے ان مقدمات کو قبضے میں لینے کا حکم دیا۔ لیکن کرایہ داروں کی دوسری اپیل پر فاضل سنگل جج نے، جنہوں نے دوسری اپیلوں کی سماعت کی، اپیلوں کو منظور کرلیا اور اخراجات کے ساتھ مقدمات کو خارج کر دیا۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اگر اس قانون کی دفعات زیر بحث علاقوں پر لاگو ہوتی ہیں تو مدعی کے قبضے کے مقدمات کو ناکام ہونا چاہیے، کیونکہ یہ سول عدالتوں میں قائم کیے گئے تھے، جن کے پاس مقدمات کی سماعت کا اختیار صرف اس صورت میں ہے جب دفاع کرنے والے تجاوزات میں داخل ہوں۔ یہ بھی اتنا ہی واضح ہے کہ اگر کرایہ دار اس ایکٹ کی دفعات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں تو کرایہ دار کے خلاف قبضے کا کوئی بھی مقدمہ دیوانی عدالتوں میں نہیں بلکہ ریونیو عدالتوں میں ہوگا۔ لیکن 24 اپریل 1951 کو بمبئی حکومت کی طرف سے جاری کردہ نوٹیفکیشن پر بھروسہ کیا گیا، جس کا مقصد مندرجہ ذیل تھا:

بمبئی کرایہ داری اور زرعی اراضی ایکٹ، 1948 (بمبئی ایکٹ LXVII آف 1948) کی دفعہ 88 کی ذیلی دفعہ (1) کی شق (ڈی) کے تحت تفویض کردہ اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے حکومت بمبئی بڑودہ شہر کے میونسپل بورو کی حدود کے اندر اور مذکورہ بورو کی حدود سے دو میل کے فاصلے کے اندر علاقے کی وضاحت کرنے میں خوشی محسوس کرتی ہے۔ جیسا کہ شہری، غیر زرعی یا صنعتی ترقی کے لئے مختص کیا گیا ہے"

ہائی کورٹ کے فاضل جج نے مندرجہ ذیل عدالتوں سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ بمبئی کرایہ داری ایکٹ، 1939 کی دفعہ (1)(A)3 کی دفعات کے تحت، جیسا کہ ترمیم کی گئی ہے، کرایہ دار کو یکم اگست 1950 سے محفوظ کرایہ دار سمجھا جائے گا، اور مذکورہ نوٹیفکیشن سے یہ حق متاثر نہیں ہوسکتا ہے، حکومت کی طرف سے دفعہ (d)(1)88 کے تحت جاری کیا گیا تھا، جس کا اثر زمینوں کو ایکٹ کے نفاذ سے باہر رکھنا تھا۔ دوسرے لفظوں میں فاضل جج نے کہا کہ اس نوٹیفکیشن کا کوئی سابقہ اثر نہیں ہے تاکہ مذکورہ بالا دفعہ 3A کے تحت کرایہ داروں کو فراہم کردہ تحفظ کو ختم کیا جا سکے۔

درخواست گزاروں کے فاضل وکیل نے پہلی بار دلیل دی کہ دفعہ (d)(1)88 کے تحت اوپر بیان کردہ نوٹیفکیشن 28 دسمبر 1948 سے نافذ العمل تھا، جب یہ قانون نافذ ہوا تھا۔ اس سلسلے میں اس عدالت کے اس فیصلے پر بھروسہ کیا گیا جو میں نے ایک ڈویژن کورٹ میں بیٹھ کر سخارام بنام مانک چند موتی چند شاہ کے

معاملے میں ان الفاظ میں سنایا تھا:

دفعہ 88 کی دفعات مکمل طور پر امکانی ہیں۔ان کا اطلاق دفعہ (1) 88 کی شق (اے) سے (ڈی) تک کی تفصیل کی زمینوں پر ہوتا ہے، یعنی 28 دسمبر، 1948 سے، یعنی ان کا مقصد کسی بھی طرح سے ضبطی نوعیت کا نہیں ہے۔ وہ 'محفوظ کرایہ داروں' کا درجہ حاصل کرنے والے کرایہ داروں کو پہلے سے حاصل کی گئی رقم واپس لینے کا ارادہ ظاہر نہیں کرتے ہیں۔

لہٰذا یہ ضروری ہے کہ اصل پوزیشن کی وضاحت کرتے ہوئے کچھ مشاہدات کیے جائیں۔ اس معاملے میں اس وقت متنازعہ سوال میں خاص طور پر دفعہ (c)(1) 88 کا حوالہ دیا گیا تھا، جو فیصلے کے بلیو پرنٹ کے صفحہ 2 پر حوالہ دیا گیا واحد شق ہے۔اس کیس کا دفعہ (1) 88 کی شق (ڈی) سے کوئی لینا دینا نہیں تھا۔اس صورت میں، متنازعہ زمینیں پونا بلدیہ کی حدود سے دو میل کے اندر واقع تھیں۔اس سے پہلے یہ واضح ہے کہ دفعہ (1) 88 کی شق (ڈی) کو شامل کرنا ایک سلپ تھا اور یقینی طور پر اس معاملے میں غور کرنے کے لئے مناسب نہیں تھا۔دفعہ (1) 88 کی دفعات درج ذیل ہیں:

"اس ایکٹ کی مندرجہ بالا دفعات میں سے کچھ بھی لاگو نہیں ہوگا:

(a) مقامی اتھارٹی یا کوآپریٹو سوسائٹی کی حکومت سے لیز پر لی گئی زمینوں کے بارے میں؛

(b) کسی صنعتی یا تجارتی ادارے کے فائدے کے لئے لیز پر رکھی گئی زمینوں کے لئے؛

(c) گریٹر بمبئی کی حدود کے اندر اور پونا سٹی اور مضافاتی علاقوں، احمد آباد، شولا پور، سورت اور ہبلی کے میونسپل بورو کی حدود کے اندر اور ایسے بورو کی حدود سے دو میل کے فاصلے کے اندر؛ یا

(d) کسی بھی ایسے علاقے کے لئے جسے ریاستی حکومت وقتاً فوقتاً سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعہ شہری غیر زرعی یا صنعتی ترقی کے لئے مخصوص قرار دے سکتی ہے۔

یہ نوٹ کیا جائے گا کہ دفعہ (1) 88 کی شق (اے)، (بی) اور (سی) ان چیزوں پر لاگو ہوتی ہیں جیسا کہ وہ قانون سازی کی تاریخ پر تھیں، جبکہ شق (ڈی) نے ریاستی حکومت کو صرف سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعہ شہری غیر زرعی یا صنعتی ترقی کے لئے مخصوص علاقوں کی نشاندہی کرنے کا اختیار دیا ہے۔ دفعہ (1) 88 کی شق (اے) سے (سی) کے تحت یہ خاص طور پر یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ یہ ایکٹ اپنے آغاز سے ہی ان مخصوص علاقوں پر لاگو نہیں ہوتا تھا جن کی نشاندہی کی گئی تھی۔جبکہ شق (ڈی) میں مستقبل کا حوالہ دیا گیا ہے۔لہٰذا ریاستی حکومت اس قانون کے نفاذ سے ایسے علاقوں کو نکال سکتی ہے جو اس کے خیال میں شہری غیر زرعی یا صنعتی ترقی کے دائرے میں آنے چاہئیں۔لہٰذا شق (ڈی) ریاستی حکومت کی جانب سے جاری کیے

جانے والے اس طرح کے نوٹیفکیشن کے بعد ہی نافذ العمل ہوگی۔ مذکورہ بالا فیصلے کا حصہ خود یہ واضح کرتا ہے کہ دفعہ 88 کی دفعات کبھی بھی ذاتی مفادات کو ختم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھیں۔ اس حد تک اس عدالت کا فیصلہ واقعی اپیل کنندگان کے خلاف ہے۔ یہ واضح ہے کہ درخواست گزار اس بات کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے ہیں کہ دفعہ (1)88 کی دیگر شقوں میں شق (ڈی) شامل کی گئی تھی، جب کہ وہ شق واقعی تھی اور اس معاملے میں تنازعہ کے حوالے سے اس پر غور نہیں کیا گیا تھا۔ دوسرے لفظوں میں، اس عدالت نے سخارام کے معاملے ((1962)2 ایس سی آر 59) میں اپنے فیصلے میں یہ طے کرنے کا کبھی ارادہ نہیں کیا کہ مذکورہ بالا دفعہ (1) 88 کی شق (ڈی) کی شقیں صرف متوقع ہیں اور ان کا کوئی سابقہ آپریشن نہیں ہے۔ دفعہ (1)88 کی شق (اے)، (بی) اور (سی) کے برعکس، جسے اس عدالت نے واضح طور پر متوقع قرار دیا تھا، شق (ڈی) کے سیاق وسباق میں اس لحاظ سے سابقہ کارروائی ہوگی کہ اس کا اطلاق ان زمینوں پر ہوگا جو حکومت کی طرف سے وقتاً فوقتاً جاری کیے جانے والے نوٹیفکیشن کے ذریعے احاطہ کی جا سکتی ہیں تاکہ ان زمینوں کو 1948 کے ایکٹ کے نفاذ سے باہر رکھا جا سکے۔ تحفظ فراہم کرنا۔ جہاں تک شق (اے)، (بی) اور (سی) کا تعلق ہے، 1948 کا ایکٹ ان کے زیر انتظام زمینوں پر بالکل بھی لاگو نہیں ہوگا۔ لیکن اس سے وہ حقوق چھینے نہیں جائیں گے، جو 1939 کے پرانے ایکٹ کے ذریعے دیے گئے تھے، جسے 1948 کے ایکٹ کے ذریعے منسوخ کیا جا رہا تھا۔ یہ بات دفعہ (2)89 کی شق سے واضح ہوتی ہے جو منسوخ شدہ ایکٹ کے تحت موجودہ حقوق کا تحفظ کرتی ہے۔ سخارام کا معاملہ ((1962)2 ایس سی آر 59) 1939 کے ایکٹ کے تحت موجودہ حقوق پر شق (سی) کے اثرات کے بارے میں تھا اور اسی سلسلے میں اس عدالت نے مشاہدہ کیا کہ دفعہ 88 ممکنہ ہے۔ لیکن شق (ڈی) مستقبل کے بارے میں ہے اور جب تک اس کا پہلے بیان کردہ محدود سابقہ اثر نہیں ہوگا، یہ مکمل طور پر ناپسندیدہ ہو جائے گا۔ واضح طور پر مقنّنہ کا ارادہ شق (ڈی) کے تحت نوٹیفکیشن جاری ہوتے ہی 1948 کے ایکٹ (لیکن 1939 کے ایکٹ سے پیدا ہونے والے فوائد نہیں) سے پیدا ہونے والے تمام فوائد کو چھین لینا تھا۔ 1948 کے ایکٹ کی دیگر شقوں کو ہم آہنگ کرنے کا یہی واحد طریقہ ہے، جس میں کرایہ داروں کو شق (ڈی) کی شقوں کے ساتھ مستقل فوائد فراہم کیے گئے ہیں جن کا مقصد شہری اور صنعتی ترقی کو فروغ دینا ہے۔ لہٰذا اس کے برعکس ہائی کورٹ کے مشاہدات درست نہیں ہیں۔

لیکن معاملہ یہیں ختم نہیں ہوتا۔ 24 اپریل 1951 کا نوٹیفکیشن ریاستی حکومت نے 12 جنوری 1953 کو درج ذیل نوٹیفکیشن کے ذریعہ منسوخ کر دیا تھا:

محکمہ ریونیو، بمبئی کیسل،: 12 جنوری 1953ء۔ بمبئی کرایہ داری اور زرعی اراضی ایکٹ، 1948

نمبر 9361/49 بمبئی کرایہ داری اور زرعی اراضی ایکٹ، 1948 (بمبئی LXVII آف 1948) کی دفعہ 88 کی ذیلی دفعہ (1) کی شق (ڈی) کے تحت تفویض کردہ اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے۔ بمبئی حکومت 24/25 اپریل، 1951 کو محکمہ ریونیو نمبر 9361/49 میں سرکاری نوٹیفکیشن کو منسوخ کرنے پر خوش ہے۔

اس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ معاملہ ابھی بھی اپیل کورٹ میں زیر التوا تھا، نچلی اپیلٹ کورٹ کا فیصلہ 27 ستمبر 1954 کا تھا، تو پچھلے نوٹیفکیشن کو منسوخ کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا گیا تھا۔ لہٰذا اس مقدمے کا فیصلہ اس بنیاد پر کیا جانا تھا کہ دفعہ (d)(1) 88 کے تحت ایسا کوئی نوٹیفکیشن موجود نہیں ہے جو متنازعہ زمینوں کو ایکٹ کے نفاذ سے باہر نکال سکے۔ اس معاملے کو فاضل اسسٹنٹ جج کے علم میں لایا گیا، جنہوں نے یہ رائے اختیار کی کہ اگرچہ 1949 میں بڑودہ کے بمبئی کے ساتھ انضمام پر، مدعا علیہان کو ایکٹ کا تحفظ حاصل تھا، لیکن پہلے نوٹیفکیشن کے ذریعہ تحفظ چھین لیا گیا تھا، جسے دوسرے نے منسوخ کر دیا تھا۔ اس عدالت کی رائے تھی کہ اگرچہ اپیلٹ کورٹ کو بعد کے واقعات کا نوٹس لینے کا حق حاصل ہے، لیکن مقدمے کا فیصلہ مقدمے کی تاریخ پر موجود حقائق کی حالت کے مطابق ہونا چاہئے، نہ کہ اپیل کے زیر التوا ہونے کے دوران موجود تھا۔ اس معاملے کو مدنظر رکھتے ہوئے، فاضل اپیلٹ کورٹ نے کہا کہ کرایہ دار- مدعا علیہان ایکٹ کی دفعات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے ہیں، اور قبضے کے لئے مقدمے کی مزاحمت نہیں کر سکتے ہیں . ہماری رائے میں، یہ قانونی پوزیشن کے بارے میں ایک غلط نقطہ نظر تھا . جب نچلی اپیلٹ کورٹ کا فیصلہ سنایا گیا تو درحقیقت موقف اور قانون یہ تھا کہ دفعہ (1)88 کی شق (ڈی) کے تحت کوئی نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا گیا تھا تاکہ زیر بحث زمین کو کرایہ داری قانون کے تحت دیے گئے فوائد سے مستثنیٰ بنایا جا سکے۔ دوسرے لفظوں میں، کرایہ دار اس بنیاد پر بے دخلی کے خلاف قانون کے ذریعہ فراہم کردہ تحفظ کا دعوی کر سکتے ہیں کہ لیز کی مدت ختم ہو چکی ہے۔ لیکن اپیل کنندگان کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ پہلے نوٹیفکیشن کو منسوخ کرنے کے بعد کے نوٹیفکیشن سے وہ حقوق چھین نہیں سکتے جو پہلے نوٹیفکیشن کے نتیجے میں انہیں حاصل ہوئے تھے۔ ہماری رائے میں، یہ دلیل بغیر کسی طاقت کے ہے . اگر جاگیرداروں نے ایک مؤثر حکم نامہ حاصل کیا ہوتا اور اس فرمان کے نتیجے میں کرایہ داروں کو نکالنے میں کامیابی حاصل کی ہوتی، جو فریقین کے مابین حتمی بن سکتا تھا، تو ہو سکتا ہے کہ اس فرمان کو دوبارہ نہ کھولا جاتا اور اس کے تحت کی گئی عمل درآمد کو واپس نہ لیا جاتا۔ لیکن اپیلیٹ مرحلے میں مقدمہ زیر التوا ہونے کے دوران ہی دوسرا نوٹیفکیشن جاری کیا گیا جس میں پہلا نوٹیفکیشن منسوخ کر دیا گیا۔ لہٰذا عدالت اس قانون کو لاگو کرنے کی پابند تھی جیسا کہ اس کے فیصلے کی تاریخ پر پایا گیا تھا۔ لہٰذا

زمینداروں سے حقوق چھیننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسا نہیں لگتا کہ پہلا نوٹیفکیشن منسوخ کرتے ہوئے دوسرا نوٹیفکیشن فاضل سنگل جج کے علم میں لایا گیا تھا، جنہوں نے ہائی کورٹ میں دوسری اپیل کی سماعت اور فیصلہ کیا تھا۔ کسی بھی صورت میں، دوسرے نوٹیفکیشن کا کوئی حوالہ نہیں ہے . ہماری رائے میں فاضل جج یہ کہتے ہوئے صحیح نتیجے پر پہنچے کہ کرایہ داروں کو باہر نہیں نکالا جا سکتا، حالانکہ غلط وجوہات کی بنا پر۔ اس کے مطابق اپیلیں خارج کر دی جاتی ہیں، لیکن اس عدالت میں اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا جائے گا، اس حقیقت کے پیش نظر کہ مدعا علیہان نے پہلے نوٹیفکیشن کو منسوخ کرتے ہوئے دوسرا نوٹیفکیشن ہائی کورٹ کی توجہ میں نہیں لایا تھا۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
I attest to the accuracy and
authenticity of this document

12.06.24